کہانیاں چاہے کسی بھی قسم کی ہوں اُن کا بہترین
وصف اور سب سے بڑا جز و کردار نگاری ہے
اور یہ فن ابنِ صفی میں بدرجۂ اتم موجود تھا؛

ابنِ صفی ادب کے رہنماؤں کے لیے ایک مستقل چیلنج تھے

شاہکار ناول نگار

نظام الدین کڑیہ

آج سے تیرہ برس پہلے ۱۹۶۷ء سے میں نے ابنِ صفی کو پڑھنا شروع کیا تھا۔ اس وقت میری عمر کوئی سولہ برس کی تھی۔ سب سے پہلا ناول ابنِ صفی کا جو میں نے پڑھا وہ تھا "بیباکوں کی تلاش"۔ اس کے بعد "دیو پیکر درندہ"، "شوگر بینک"، "تابوت میں چیخ" اور "فضائی ہنگامہ"۔ پھر تو ابنِ صفی کے ناولوں کی جیسے لت پڑ گئی ہو۔ آج تک برابر پڑھتا آ رہا ہوں۔ گھر گھر سے مانگ کر اور بعد میں نکہت پبلیکیشنز الہ آباد سے منگوا منگوا کر پرانے ناول تک پڑھ ڈالے اسی درمیان ابنِ صفی کے علاوہ کرشن چندر، منٹو، عصمت چغتائی اور بیدی وغیرہ کو بھی پڑھتا رہا مگر جو لطف اور جو دل چسپی ابنِ صفی کی نثر میں پائی وہ سوائے سعادت حسن منٹو کی چند تحریروں کے اور کہیں نظر نہ آئی۔ ابنِ صفی کے قلم سے نکلا ہوا ہر ہر جملہ میری دلچسپی کا باعث بنتا گیا اور اُن کی تحریروں سے اس قدر لگاؤ بڑھ گیا کہ میں دل ہی دل میں بہت ڈرنے لگا کہ اگر خدانخواستہ ابنِ صفی کو کچھ ہو جائے تو پھر کس کو پڑھوں گا؟ متواتر تیرہ سال سے برابر یہ دُعا کرتا چلا آ رہا تھا کہ خدا مجھ سے پہلے ابنِ صفی کو نہ اُٹھائے مگر افسوس کہ میری یہ دُعا مقبول نہ ہوئی اور وہ سانحہ ۲۶ جولائی ۱۹۸۰ء کو بالآخر ہو کر ہی رہا جس کا دھڑکا ۱۹۶۷ء سے برابر لگا تھا اور اب تو ایسا لگ رہا ہے کہ قلب و ذہن کے بیشتر آئینے یکایک تاریک ہو گئے ہیں۔ جیسے زندگی کا کوئی بڑا مقصد ضائع ہو گیا ہے۔

ابنِ صفی کی موت پر ان کی کہانیوں کی مستقل فضائیں بھی مغموم و سوگوار سی لگتی ہیں۔ عمران کے قہقہہ بار فلیٹ پر اُداسی چھائی ہوئی ہے... صفدر، جولیانا، خاور، نعمانی، چوہان، ظفر، جمن، سلیمان، جوزف اور یہاں تک کہ خود عمران جس نے کبھی مایوس ہونا نہ سیکھا تھا۔ سب کے سب غم واندوہ میں ڈوبی ہوئی اُداس تصویریں بنے بیٹھے ہیں۔ کرنل فریدی کی کوٹھی پر بھی سوگوار فضا طاری ہے کیپٹن حمید واقعی مغموم ہو گیا ہے اور اپنے خالی پائپ کو گھور رہا ہے اور کرنل فریدی... وہ فریدی جس نے کبھی حمید کے اس اظہارِ خیال پر کہ اب آپ بوڑھے ہو گئے ہیں۔ کہا تھا "لغو خیال ہے میں کبھی بوڑھا نہیں ہو سکتا"۔ جس کی ڈکشنری میں مایوسی اور ناکامی جیسے الفاظ نہیں ملتے وہ فریدی بھی آج افسردگی کے عالم میں اپنے بجھے ہوئے سگار کو یوں تک رہا ہے جیسے سگار کی آگ نہ ہو بلکہ ایک تابناک اور بھڑکتا ہوا شعلہ ہو جو یکایک سرد ہو گیا ہے۔ غم انگیز پرچھائیوں نے فریدی کے چہرے کو جھریا دیا ہے۔

پہلی بار اس کے چہرے پر مایوسی کے آثار نظر آئے ہیں اور اس اندوہناک خیال سے اور زیادہ وحشت ہوتی ہے کہ اب کون آئے گا جو اُن کے کرداروں میں رُوح پھونک سکے گا ان میں جان ڈال کر فریدی کو واقعی فریدی اور عمران کو واقعی عمران بنا کر پیش کر سکے گا۔ ابنِ صفی کے یہ دو مستقل کردار ایسے پیچیدہ، پہلودار اور ہمہ گیر ہیں کہ جن کو صحیح معنوں میں صرف ابنِ صفی ہی بھرپور زندگی دے سکتے تھے۔ اب ایسا کوئی ابنِ صفی شاید ہی پیدا ہو سکے۔

کہانیاں چاہے کسی بھی قسم کی ہوں ان کا بہترین وصف اور سب سے بڑا جُز و کردار نگاری ہے۔ "اعلیٰ ادب" کے رہنماؤں کو یہ پتا ہی نہیں کہ ۲۶ جولائی کو کس پائے کا کردار نگار اُن کے درمیان سے اُٹھ گیا۔ ادب کے ان "رہنماؤں" کے نزدیک جاسوسی یا مہماتی یا مہماتی ادب تیسرے درجے کا ادب ہے۔ جاسوسی ادب تیسرے درجے کا ہے یا چوتھے درجے کا۔ اس بحث سے قطع نظر اگر ابنِ صفی کی تحریروں پر نظر ڈالی جائے تو وہاں منفرد اسلوب میں ڈھلی ہوئی بے ساختہ اور نرالی شان رکھنے والی نثر نظر آئے گی۔ اُن کا اسلوب اتنا شگفتہ، پُر کیف اور اس قدر سحر طراز ہے جس کی مثال نہیں ملتی۔

ابنِ صفی دراصل ادب کے رہنماؤں کے لیے ایک مستقل چیلنج تھے۔ اُن کے قلم میں اتنی طاقت تھی کہ وہ اس "تیسرے درجے" کے ادب سے ہٹ کر "اعلیٰ درجے" کا ادب بھی تخلیق کرتے مگر اس کے برعکس اعلیٰ ادب کے رہنماؤں میں اتنی قوّت نہیں کہ وہ ابنِ صفی جیسی مہارت کے ساتھ طبع آزمائی کرتے۔

اُردو والوں کی نظروں میں جرم و سزا کی کوئی وقعت ہی نہیں۔ یہ لوگ نہیں جانتے کہ جرائم کس طرح سماج کو گندہ کرتے ہیں جرائم اور سماج کی مثال آندھی اور جھونپڑیوں کی مثال ہے ازل ہی سے جرائم انسانی زندگی اور سماج پر آندھیوں کی طرح جھپٹتے آئے ان کے تدارک کے لیے جرم و سزا سے متعلق اچھے سے اچھا ادب پیدا کرنا ادیبوں کا فرض ہے۔ اُسے تیسرے درجے کا مردود ادب قرار دے کر اس کی طرف سے آنکھیں بند کر لینا یقیناً ناانصافی ہے اور کچھ نہیں (یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ صرف جرم و سزا ہی سے متعلق ادب پیدا کیا جائے۔ کہنے کا مطلب صرف یہ ہے کہ زندگی بڑی ہی وسیع لچکدار اور رنگا رنگ ہے۔ جرم و سزا بھی انسانی زندگی ہی کا ایک حصّہ ہے) سب سے زیادہ مزیدار تو یہ بات ہے کہ ادب کے اُنہی "رہنماؤں" میں سے کئی ایک کو اکثر جاسوسی دُنیا میں ابنِ صفی کی تصنیفات کو بڑے ذوق و شوق کے ساتھ چوری چھپے پڑھتے ہوئے دیکھا گیا ہے اور ان کی اپنی تحریروں میں بھی ابنِ صفی کا سا انداز اختیار کرنے کی کوشش کارفرما نظر آتی ہے۔

ایک طرح سے دیکھیے تو یہ بات ہی سرے سے غلط نظر آتی ہے کہ ابنِ صفی صرف جاسوسی ناول نگار تھے۔ وہ ایک بلند پایہ شاعر اور ایک کامیاب طنز و مزاح نگار بھی تھے۔ ان کی ایک اصل اور مستقل خصوصیت کو اُردو والوں نے بُھلا رکھا ہے۔ اگر وہ صرف جاسوسی ناول نگار ہوتے اور طنز کی کاٹ اور مزاح کی پھلجھڑیوں سے ان کی کہانیاں خالی ہوتیں تو یہ ناممکن تھا کہ اتنی ڈھیر ساری کہانیوں کی تخلیق کے بعد بھی ان کی کہانیوں میں وہی دلچسپی اور وہی نیا پن پایا جاتا جو شروع ہی سے ان کا وتیرہ رہا ہے۔ ان کی کہانی میں نیا پن ہوتا ہے جو ان کو اس قدر ہر دلعزیز بناتا گیا کہ ان کی کتابیں خریدنے کے لیے دکانوں پر بھیڑ لگ جایا کرتی تھی اور دکان داروں کو باضابطہ طور پر کیو سسٹم (لائن لگانے کے اُصول) کے مطابق کتابیں بیچنی پڑتی تھیں۔

ابنِ صفی کے کرداروں نے پژمُردہ اور بوجھل ذہنوں کو اپنی مسکراہٹوں کی قندیلوں سے روشن کیا ہے۔ مُردہ جسموں کو طاقت ور بنایا ہے اور مُردہ دلوں کو قہقہے لگانے پر مجبور کیا ہے۔ کرنل فریدی جیسا ذہین، بے حد پھرتیلا اور طاقت ور کردار جہاں قاری کے دل و دماغ میں بے پناہ روشنیاں پھیلاتا ہے وہاں وہ کمزور بازوؤں میں بھی گرم اور زندگی کی اُمنگوں سے بھرپور خون دوڑا دیتا ہے اور کسی بے حد مسخرے قاری کو بھی سنجیدگی کی لذّت سے آشنا کراتا ہے۔

حمید جیسے رُومان پرست اور قاسم جیسے دبیل، احمق اور عقل سے پیدل کرداروں کی وجہ سے یکسانیت کا احساس ہونے نہیں پاتا اور ان کرداروں کی نت نئی مضحکہ خیز حرکتیں مُردہ سے مُردہ دلوں کو بھی بے تحاشا دِل کھول کر ہنسنے پر مجبور کرتی ہیں اور سنجیدہ ترین آدمی کے لبوں پر بھی تبسّم کی کلیاں کھل جاتی ہیں پھر یہ متضاد خصوصیات بیک وقت عمران کے کردار میں نظر آتی ہیں۔ (عمران کی مکمّل، ہمہ گیر اور بھرپور شخصیّت کے جائزے کے لیے بہرحال ایک الگ ہی مضمون

درکار ہوگا) اور پھر عمران ہی کی شخصیت سے ملتے جلتے مگر یکسر الگ دو اور کردار ظفر اور جمشید کی تخلیق ابنِ صفی کی کردار نگاری کی معراج ہے۔ عمران کی پہلو دار شخصیت میں مزاح اس کا سب سے بڑا وصف ہے۔ جمشید بھی اسی مزاح کی نمائندگی کرتا نظر آتا ہے لیکن اس کے اور عمران کے مزاح میں زمین و آسمان کا فرق نمایاں طور پر محسوس کیا جا سکتا ہے۔ عمران کے مزاح کے وقت بھی اُس کی شخصیت کو ایک بامعنی اور بامقصد سنجیدگی گھیرے رہتی ہے جب کہ جمشید کا کردار مزاح پر اُتر آتا ہے تو اس میں صرف مزاح نظر آتا ہے اور اسی طرح کیپٹن حمید کا انداز ان دونوں ہی سے جُدا گانہ ہے۔ اس کے مزاح میں اس کی ذہانت بھی کروٹیں لیتی رہتی ہے اور عجیب عجیب فتنے جگاتی ہے۔ عمران، حمید اور جمشید اپنی اپنی جگہ اتنے بھرپور اور جاندار نظر آتے ہیں کہ بے اختیار ان سے بغلگیر ہونے کو جی چاہتا ہے۔ ابنِ صفی کے مستقل کرداروں میں جمشید بہت بعد کا کردار ہے لیکن بے حد جاندار ہے۔ فریدی یا عمران حمید یا قاسم ہی کی طرح جمشید بھی اُردو ادب کا ایک لاثانی کردار ہے۔ گزشتہ دہائی کے غالباً درمیانی حصّے کی بعض کہانیوں میں جب کہ عمران دُنیا کے مختلف جزیروں میں مہمّیں سر کرتا نظر آتا ہے جوزف جیسا ہمیشہ شراب کے نشے میں دُھت رہنے والا کردار بھی کوئلے کی کان میں ہیرے کی مانند چمکنے لگتا ہے اور یہ چمک اس نے عمران ہی کے کردار سے مستعار لی ہے فریدی اور عمران کے کردار دو ایسے کردار ہیں کہ جنہوں نے کئی منفی رجحانات کے حامل ذہنوں کو مثبت اور صحیح راستوں کی طرف مائل کیا ہے۔

ابنِ صفی کی تحریروں کو صرف جاسوسی ادب کہہ کر محدود کر دینا سراسر ناانصافی ہے۔ ایک باشعور اور انصاف پسند قاری یہ بات قبول نہیں کر سکتا۔ ابنِ صفی کا ادب تو بے حد جاندار اور متحرک ادب ہے "بیباکوں کی تلاش" میں گھریلو ماحول اور جدید دَور کی عورت کی نمائندہ صبیحہ کا کردار "بھیانک جزیرہ" کی قدم قدم پر پیش آنے والی مہمات اور "شعلے سیریز" کے دلچسپ اسرار اور اس کی خانم اور ڈاکٹر سلمان اور اُس کی بہن۔ اور اُن سب سے بڑھ کر عمران اور سنگ ہی کا ایک دوسرے کا دشمن ہوتے ہوئے چچا بھتیجا کہلانا۔ عمران اور تھریسیا کی جنگ اور تھریسیا کا عمران سے عشق اور وہ لاتعداد عارضی کردار جو ایک لمبے عرصے تک ذہنوں پر اپنے نقش چھوڑ جاتے ہیں، سب ہی شامل ہیں۔ سچ بات تو یہ ہے کہ اُردو ادب میں ابنِ صفی جیسا کردار نگار کوئی دوسرا نظر نہیں آتا۔ اُن کے خلاّق ذہن نے ایسے ایسے کردار تراشے ہیں اور پیچیدہ سے پیچیدہ کرداروں کو زندگی بخشی ہے کہ عقل حیران رہ جاتی ہے، ابنِ صفی بذاتِ خود آدمی تھے کہ زندگی سے بھرپور کرداروں کو ڈھالنے کی مشین۔

ابنِ صفی کا ہر ناول ایک دوسرے کی کڑی معلوم ہوتا ہے مگر کہیں بھی یکسانیت کا شائبہ نہیں پایا جاتا۔ ایسا لگتا ہے کہ اُنھوں نے ایک مکمّل پلان سامنے رکھ کر ناولیں لکھنا شروع کیا تھا اپنے پہلے ناول "دلیر مجرم" سے لے کر آج تک ان کا ذہن و شعور برابر ارتقاء کی منزلیں طے کرتا رہا ہے۔ یہاں تک کہ پچھلی دہائی کے بہت سے ناولوں میں وہ فریدی یا عمران وغیرہ کے مکالموں کے ذریعہ ایک حیاتِ نو کا پیغام صاف طور پر دیتے نظر آتے ہیں۔ اُن کے ادب میں عموماً تین طرح کی کہانیاں نظر آتی ہیں۔ جاسوسی، جس میں فریدی اور عمران کے کئی ناول شامل کیے جا سکتے ہیں جیسے "دلیر مجرم"، خوف ناک جنگل، خطرناک بوڑھا، مصنوعی ناک، اشاروں کے شکار، اور "آتشی بادل" وغیرہ۔ دوسرے مہماتی ناول جن کے نام گنوانے کے لیے ان کے ناولوں کی پوری فہرست کو سامنے رکھنا پڑے گا۔ بہرحال ان مہمّاتی ناولوں میں "بھیانک جزیرہ، خونی بگولے، زمین کے بادل، درندوں کی بستی" "شعلے سیریز کے جاری ناول اور "فضائی ہنگامہ" جیسے کئی ایک ناول بُھلائے نہیں جا سکتے۔ تیسرے وہ ناول جن میں بیک وقت سراغ رسانی، مہم جوئی اور مزاح پایا جاتا ہے۔ اس تیسری قسم کے ناولوں میں بھی بہت سارے نام گنوائے جا سکتے ہیں مثلاً "عمران کا اغوا" سے لے کر "ظلمات کا دیوتا" تک کے بوغا سیریز، خونی ریشے، تیسری ناگن، ریگم بالا، دیوپیکر درندہ، شوگر بینک، تباہی کا خواب، مُہلک شناسائی" اور اسی قسم کے بہت سے ناول گزشتہ دس پندرہ برس کے ناولوں میں طنز کو ابنِ صفی نے اپنے ایک خاص ڈھنگ سے اپنایا ہے اور خاص طور سے عالمی سیاسیات پر اور موجودہ دَور کے حالاتِ زندگی پر مختلف انداز میں طنز کرتے نظر آ رہے تھے۔

اُردو ادب میں ابنِ صفی کی اہمیّت کا اُردو والوں کو کچھ اندازہ نہیں ہے۔ آئندہ چند برسوں میں شاید ہو جائے جب مغربی مصنفین جیسے۔ ALISTAIR MAELEAN

CHANDLESLEU DEIGHTON اور FREHESICK FORSYTH کی ٹکّر کا کوئی مصنّف جاسوسی یا مہماتی ادب کا پیدا کرنے والا نہ ہوا تو اندازہ ہوگا کہ ابنِ صفی کی قبل از وقت موت اُردو والوں کے لیے کتنا بڑا نقصان تھی۔ انگریزی اور اُردو جاسوسی ادب کے درمیان جو طویل فاصلہ تھا اُسے ابنِ صفی کی کہانیوں نے بہت بڑی حد تک کم کر دیا ہے۔ اُردو میں جاسوسی ادب کی طرف ابنِ صفی نے بہت سوچ سمجھ کر قدم اُٹھایا تھا۔ اس طرح کے ادب کی وقعت مغربی دُنیا میں تیسویں اور چالیسویں دہائی ہی میں کم ہوگئی تھی لیکن ہندوستان میں پچاس یا اس سے پہلے کی دہائیوں میں بھی اس قسم کے ادب کے آثار نہ ہونے کے برابر تھے ۱۹۵۲ء سے ابنِ صفی نے اس میدان میں طبع آزمائی کرنی شروع کی تھی اور اپنے زبردست تخیّل کی مدد سے انھوں نے اُردو ادب کے اس اُجڑے باغ کو کچھ اس طرح سے ہرا بھرا کر دیا کہ دُنیا دیکھتی رہ گئی۔ ان کی کہانیاں لازوال ہیں کیونکہ کسی بھی مصنّف کو ہم بار بار نہیں پڑھ سکتے۔ بار بار تو کیا کسی بھی ایک ہی مصنّف کی کہانیاں مسلسل پڑھنے سے بھی آدمی بہت جلد اُکتا جاتا ہے لیکن ابنِ صفی کی تخلیقات میں یہ بات نہیں پائی جاتی آپ اُنھیں ہفتوں کیا مہینوں اور برسوں پڑھتے رہیے اکتاہٹ یا بوریت کا شائبہ تک محسوس نہیں ہوتا بلکہ ایک ہی کہانی کو سال میں ایک دفعہ کئی بار پڑھنے کے باوجود بھی تسکین نہیں ہوتی اور ہر بار کچھ نہ کچھ نئی باتیں منکشف ہوتی رہتی ہیں ابنِ صفی کے لازوال تخیّل نے ایک دو نہیں بلکہ پورے اٹھائیس سال تک اُردو ادب کو جاسوسی اور مہماتی کہانیوں سے نوازا ہے آج جس قدر بھی سرمایہ جاسوسی اور مہماتی ادب کا اُردو میں نظر آتا ہے اس کا نوّے فیصد سے زائد حصّہ اُنھی کے تخیّل کا مرہونِ منّت ہے۔ ان کے تخیّل کی بیکراں وسعتوں کا اندازہ لگانے کے لیے ان کی کہانیاں پڑھنا چاہیئے۔ صرف الفاظ کی مدد سے ان وسعتوں کو نہیں ناپا جاسکتا ان کے تخیّل کی اُنھی وسعتوں میں اُڑنے کی بہتوں نے کوشش کی لیکن بہت جلد کانپتے اُتر آئے اور خود ابنِ صفی کی نقالی میں ان کے کرداروں کی مٹّی پلید کرتے رہے۔ خود سے ایک نیا رنگ نہ جما سکے۔ نیا رنگ تو کیا جماتے ایڑی چوٹی کا زور لگانے پر بھی خود ابنِ صفی جیسا انداز نہ پیدا کر سکے

★ ہاتھی ٹوسکو پسند نہیں کرتے۔ لہٰذا یہ اُن ممالک کے باشندوں کے لیے خوش خبری ہو سکتی ہے... کہ وہ پاگل ہاتھیوں کو دُور رکھنے کے لیے راک اینڈ رول کا سہارا لیں۔

★ ویٹیکن سٹی کی فوج کو "دی سوئس گارڈ" سمجھا جاتا ہے۔

★ میزان (لبرا) واحد بُرج ہے جس کی نشانی ایک بے جان جسم یعنی ترازو ہے۔

★ ہتھیاروں اور گولہ بارود کی سائنس کو بیلاسٹک کہا جاتا ہے۔

★ مشہور امریکی اداکارہ جین فونڈا، ملک کے ممتاز سیاستدان ٹام ہائیڈن کی بیوی ہے۔

★ ڈیٹرائٹ کو صنعتِ موٹر سازی کا گھر کہا جاتا ہے۔

حیرت اس بات پر ہوتی ہے کہ اس قسم کی نقّالی کرنے والے بھی بہت کچھ کما کھاتے ہیں۔ اسی ایک بات سے ابنِ صفی اور ان کے کرداروں کی مقبولیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

ابنِ صفی کو بلاشُبہ بے مثال اور جینئس (GENIUS) کہا جاسکتا ہے۔ ابنِ صفی کی موت کی وجہ سے خوب صورت نثر اور حسین و دلنواز اسلوب ڈھالنے والا قلم اب خاموش ہے لیکن جو کردار انہوں نے اُردو ادب کو دیے ہیں انہوں کبھی موت نہیں آسکتی۔ وہ سب کے سب ان کی لازوال کہانیوں میں چلتے پھرتے، لڑتے بھڑتے، مہمیں سر کرتے اور اُردو پڑھنے والوں کے لیے خون گرم رکھنے کا بہانہ بنتے نظر آتے ہیں۔ اپنے اُنہی کرداروں کے ذریعے گویا خود... ابنِ صفی نے بھی تاقیامت زندہ رہنے کا اہتمام کر لیا ہے۔ ہم انہیں ہمیشہ یاد رکھیں گے ان کے پیدا کردہ ادب کی وقعت کا اندازہ آج نہیں تو کل بہت جلد اُردو دُنیا کو ہو جائے گا۔